عزیز احمد

دانتے اور اسلام

[جون ۱۹۹۶ء کے شمارے میں پروفیسر الیزاندرو باوسانی کے مقالے "اطالوی ثقافت پر اسلامی اثرات" میں دانتے پر مسلم مفکرین کے اثرات کی طرف اشارہ کیا گیا تھا۔ اس سلسلے میں "عالمِ اسلام اور عیسائیت" کے ایک قاری نے ہمیں پروفیسر عزیز احمد (م ۱۹۷۸ء) کی حسبِ ذیل تحریر ارسال کی ہے۔ یہ تحریر دراصل پروفیسر عزیز احمد کے اُس "مقدّمہ" کا حصہ ہے جو اُنہوں نے "طربیۂ خداوندی" کے اپنے ترجمہ پر لکھا ہے۔ یہ ترجمہ دو حصّوں میں پہلی بار ۱۹۴۳ء میں انجمن ترقی اُردو (ہند) دہلی نے شائع کیا تھا، دوسری بار ۱۹۶۰ء میں انجمن ترقی اُردو پاکستان، کراچی نے شائع کیا۔ مدیر]

پچھلے پچیس تیس سال سے چند مستشرقین نے [دانتے کے] زمانے کے یورپی ادب پر عموماً اور دانتے پر خصوصاً عربی اور اسلامی اثرات کا اندازہ لگانے کی کوشش کی ہے۔ اس سلسلے کی سب سے جامع کتاب پروفیسر میگویل آسین Migvel Asin نے لکھی ہے، جس کا ترجمہ انگریزی میں Islam and the Divine Comedy کے نام سے شائع ہو چکا ہے۔ پروفیسر آسین کا کہنا یہ ہے کہ دانتے نے اپنا نفسِ مضمون اور اس کی بہت سی تفصیلات اسریٰ اور معراج کی روایتوں سے مستعار لی ہیں۔ دانتے کے "جہنّم" اور "اعراف" کی اکثر تفصیلیں اسریٰ کی روایتوں میں ملتی ہیں۔ جہنّم کا جو نقشہ دانتے نے کھینچا ہے، وہ ابنِ عربی کے نقشے سے بہت ملتا جلتا ہے۔ دانتے کے شیطانی شہر کی طرح اسلامی روایات میں بھی ایک شہرِ آتشیں کا ذکر موجود ہے۔ دانتے چوروں کو یہ سزا دیتا ہے کہ انہیں سانپ کاٹتے ہیں۔ یہی سزا اسلامی روایات میں امانت میں خیانت کرنے والوں اور سود خوروں کے لیے مقرّر کی گئی ہے۔ معراج کے وقت جبریل حضرت رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے، اسی مناسبت سے دانتے نے جنت میں بیاترچے کو اپنا رہبر بنایا۔ دانتے کے یہاں بھی ایک مقام ایسا آتا ہے جس کے آگے بیاترچے کی پہنچ نہیں۔

معراج کی بناء پر صوفیاء نے سلسلۂ تصوّف میں بہت سی کتابیں لکھی ہیں جن کا موضوع روح کا معراج ہے۔ ان کتابوں میں محی الدین ابن عربی کی دو تصانیف خصوصیت سے قابلِ ذکر ہیں۔ پہلی کتاب الاسرار الی مقام الاسریٰ اور دوسری الفتوحات المکیہ۔ ابن عربی ہسپانیہ کے رہنے والے تھے اور ان کے اور

دانتے کی تصانیف میں تقریباً اسّی سال کا فرق ہے۔ ابن عربی اور دانتے دونوں جہنّم اور فردوس کے سفر کو اس دنیا میں روح کے سفر کی تمثیل سمجھتے ہیں۔ اس دُنیا میں خالق نے روح کو اس لیے بھیجا ہے کہ وہ اس مقصدِ اعلیٰ و آخری کی تیاری کرے کہ اسے دیدارِ خداوندی کی مسّرت کامل حاصل ہو۔ ابن عربی اور دانتے دونوں اس کے قائل ہیں کہ تائیدِ غیبی اور شریعت کی مدد کے بغیر یہ ممکن نہیں۔ عقلِ انسانی (دانتے کے یہاں ورجل) اس سفر کی ابتدائی حدود تک تو ضرور رہبری کر سکتی ہے، لیکن تائید و لطفِ خداوندی کے بغیر فردوس تک پہنچنا ممکن نہیں۔ اسلوبِ بیان اور ظاہری تفصیلات میں بھی ابنِ عربی کی الفتوحات المکیّہ اور دانتے کی "فردوس" میں بہت سی باتیں مشترک ہیں۔ دونوں کتابوں کا لہجہ کبھی کبھی اتنا پُراسرار ہو جاتا ہے کہ گویا وہ وحی ربانی بیان کر رہی ہیں۔ اسلامی تصوّف کی اُن سب کتابوں میں جو معراج کی روایات سے متاثر ہیں، سب سے زیادہ ابنِ عربی کی الفتوحات المکیّہ ہی دانتے کی "فردوس" سے قریب تر ہے۔ اسی طرح ابنِ عربی کی ترجمان الاشواق کا اثر دانتے کی Convito پر نمایاں ہے۔ ترجمان الاشواق کا ڈاکٹر نکلسن نے انگریزی میں ترجمہ کیا ہے۔

ایک اور کتاب جس کا اثر دانتے پر ممکن ہے۔ ابوالعلاء المعری کی رسالتہ الغفران ہے۔ اس سلسلے میں اس کتاب پر پروفیسر آر۔ اے نکل R.A. Nykl نے ایک بہت دلچسپ مضمون لکھا ہے۔ دانتے کے کلاسیکی اور یونانی شعراء کی طرح ابوالعلاء المعری نے بھی جاہلیت کے عرب شعراء کو فردوس میں جگہ نہیں دی ہے اور اس پر افسوس کیا ہے۔ دانتے نے رواداری کا سبق، ممکن ہے کہ معرّی ہی سے سیکھا ہو کیونکہ اس نے سیگیر دے برباں اور تامس اکوی ناس کو ایک ہی جگہ رکھا ہے۔ سیگر ابنِ رشد کا شاگردِ معنوی تھا۔

تفصیلاتِ بیان، عذابوں اور سزاؤں کے ذکر اور جغرافیائی تفصیلات وغیرہ میں بھی اسلامی روایات اور دانتے کی تصنیف میں بہت سی باتیں مشترک ہیں۔ دانتے کے limbo کا تصوّر اسلامی اعراف کے تصوّر سے اس حد تک ملتا جلتا ہے کہ اس میں رہنے والوں کی سزا بس یہی ہے کہ وہ فردوس میں داخل ہونے کی خواہش کریں گے اور یہ خواہش کبھی پوری نہ ہونے پائے گی۔ اسلامی روایات میں بھی دانتے کے بیان کی طرح جہنّم زمین کے نیچے ہے اور اس کا باب بیت المقدس کے قریب۔ اسلامی روایات میں جہنّم کے سات طبقے ہیں، مگر دانتے کے یہاں نو۔ یہ واضح رہے کہ سات کا عدد اسلام میں بہت استعمال ہوا ہے اور اسی کا اثر قرونِ وسطیٰ کی عیسائیت پر پڑا۔ لیکن دانتے کو -- جیسا کہ ہم دیکھ چکے ہیں -- نو کا عدد بہت مرغوب تھا۔ ہسپانوی متصوّفین کے نقشے سے ملتا جلتا ہی جہنّم کا وہ نقشہ ہے جو دانتے نے بنایا۔ یعنی ایک ایسا غار جو کئی حلقوں والے پیالے کا ہو، اور جس میں ایک حلقے کے نیچے دوسرا حلقہ ہو۔ اس طرح جہنّم کی صورت یہ ہے کہ وہ دائرہ در دائرہ گہرا ہوتا جاتا ہے۔ ابنِ عربی نے شیطان کی سزا یہ بتائی ہے کہ وہ برف میں گل رہا ہے، یہی سزا دانتے نے اُس کے لیے تجویز کی ہے۔

ابوالحسن الاشعری نے اس سزا کی یہ توجیہہ کی تھی کہ مردود فرشتے آگ کے بنے ہوئے ہیں، پس سردی اور برف سے انہیں جو تکلیف پہنچ سکتی ہے وہ اور کسی طرح نہیں پہنچ سکتی۔

اعراف (purgatory) کا تصوّر عیسائیت کے لیے نیا تھا، اور دانتے کی کتاب کی تحریر کے تقریباً سو سال بعد سرکاری طور پر کیتھولک عیسائیت نے اعراف کے وجود کو تسلیم کیا۔ اسلام میں purgatory کے تصوّر سے ملتا ہوا جو مقام ہے اسے صراط کہتے ہیں۔ ابنِ عربی نے صراط کی جو تعریف کی ہے وہ دانتے کی purgatory سے زیادہ مختلف نہیں، لیکن چوں کہ ہندوستان میں وہ روایات زیادہ مقبول ہیں جن میں صراط کو ایک پُل بتایا گیا جو تلوار کی دھار سا تیز ہے، اس لیے ہم نے purgatory کے ترجمے کے لیے لفظ صراط استعمال نہیں کیا ہے۔ لفظ "اعراف" limbo کے معنی ایک حد تک ادا کرتی ہے، لیکن آج کل بالعموم اعراف اور مقامِ کفارہ کے معنی اردو میں ایک ہوتے جا رہے ہیں اور ہم نے زبان کے اس رجحان پر تکیہ کر کے یہ آزادی برتی ہے کہ اس ترجمے کے سلسلے میں purgatory کے لیے اعراف کا لفظ استعمال کیا ہے۔

ابنِ عربی اور دانتے میں اتنی باتیں مشترک ہیں کہ ان کو کسی طرح محض اتفاق پر محمول نہیں کیا جا سکتا۔ دانتے کی "طربیۂ خداوندی" فتوحاتِ مکیّہ کے اسّی سال بعد لکھی گئی۔ محض توارد سے اتنی مشابہت نہیں پیدا ہو سکتی۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ اثرات دانتے تک پہنچے کیسے؟ وہ خود تو عربی نہیں جانتا تھا، مگر فلارنس بہت بڑا تجارت گاہ تھا، اور اس زمانے میں زیادہ تر تجارت مشرقِ اقصیٰ سے ہوتی تھی۔ عرب بارہا اطالیہ پہنچ چکے تھے اور سسلی اور ہسپانیہ پر صدیوں تک حکومت کرتے رہے تھے۔ ہسپانیہ میں باقی تھے۔ سسلی میں ان کے جانے کے بعد فریڈرک ثانی کا دربار انھی کے تمدّن کا نمونہ رہا۔ فریڈرک نے نیپلز میں ایک یونیورسٹی قائم کی تھی جہاں عربی مسودات کا بڑا نادر ذخیرہ تھا۔ یہاں اور طلیطلہ میں شاہ الفانسو کے دربار میں عربی کتابوں کا ترجمہ ہو رہا تھا۔ فارابی، کندی، ابنِ سینا، غزالی اور خصوصاً ابنِ رشد کی اتنی ہی تعظیم کی جاتی تھی جتنی یونانی فلسفیوں کی۔ اسی وجہ سے دانتے کے زمانے تک دنیا بھر کے تمدّن کو وحدت سی حاصل تھی۔ ایشیا کا خرقۂ دیرینہ چاک نہیں ہونے پایا تھا اور یورپ کے بلند ترین دماغ باوجود مذہبی تعصّب کے ذہنی تعصّب سے گریز کرتے تھے۔

معراج کی روایات اس زمانے میں اسپین کے عیسائیوں اور مستعربوں میں پھیل چکی تھیں۔ دانتے کا استاد برونتو لاتی نی ۱۲۶۰ء میں فلارنس کا سفیر ہو کے الفانسو شاہِ طلیطلہ کے دربار میں گیا۔ الفانسو کا دربار عربی کتابوں کے مترجموں کا مرکز تھا۔ کچھ عجب نہیں جو ابنِ عربی کے خیالات لاتی نی کے ذریعے دانتے تک پہنچے ہوں۔ برونتو لاتی نی کی کتاب ذخیرہ پر بھی عرب کے حکماء کا بڑا اثر ہے۔

لیکن اگر دانتے نے ابنِ عربی سے اتنا سب کچھ مستعار لیا تو اس سے اس کی اپنی جدّت طرازی اور

پیچ پر حرف نہیں آتا۔ شکسپیر نے بھی قریب قریب اپنے تمام ڈراموں کے پلاٹ کہیں نہ کہیں سے لیے۔ کچا مال جب کسی شاعر کے ہاتھ لگتا ہے تو دنیا کی اعلیٰ ترین شاعری ظہور میں آتی ہے۔

مشرق میں کسی اور نے نہیں تو کم سے کم ہماری صدی کے سب سے بڑے مشرقی شاعر اقبال نے دانتے سے اکتسابِ نور کیا ہے اور ابنِ عربی سے لیا ہوا قرضہ اس طرح ادا ہو گیا۔ اقبال کے جاوید نامہ کی بنیاد دانتے کی فردوس پر ہے۔ اقبال نے دانتے کے جغرافیائی خاکے کی بھی بڑی حد تک پیروی کی ہے۔ ہاں دونوں کتابوں میں وہ فرق ضرور ہے جو تیرہویں صدی کے فلارنس اور بیسویں صدی کے ہندوستان (یا پاکستان) میں ہونا ضروری تھا۔۔۔